عرب جاہلیت کے مشہور بُت

(جناب ملک ذوالفقار علی صاحب شرق پوری - ایم - اے پروفیسر گورنمنٹ کالج منٹگمری)

اصنام جاہلیت کے متعلق متعدد علماء نے مختلف ادوار میں کتابیں تصنیف کیں۔ لیکن ہم تک صرف ان کے اسماء ہی پہنچ سکے ہیں جن کا تذکرہ ابن الندیم اور یاقوت حموی نے اپنی کتابوں میں کیا ہے۔ مثلاً ابوالحسن علی بن الحسین بن فضیل بن مروان نے کتاب الاصنام کے نام سے ایک کتاب لکھی۔ پھر جاحظ اور ابوزید البلخی نے بھی اس موضوع پر خامہ فرسائی کی۔ ان مصنفات میں سے ابن الکلبی کی کتاب خاص طور پر مشہور ہوئی۔ یہ کتاب عرصہ دراز سے بالکل نایاب رہی بالآخر احمد ذکی پاشا نے ۱۹۱۴ء میں اسے قاہرہ سے شائع کیا۔ احمد ذکی پاشا نے جس نسخہ سے یہ کتاب شائع کی وہ تمام دنیا میں منفرد ہے۔ مصنّف کا نام ہشام بن محمد بن السائب بن بشر الکلبی ہے۔ جو ابن کلبی کے نام سے مشہور ہوئے۔ کوفہ میں اپنے والد اور دیگر فاضلان روزگار سے تعلیم حاصل کی۔ ارباب تاریخ اس بات پر متفق ہیں کہ ابن کلبی نہایت وسیع الروایت شخص تھے۔ الجاحظ اور المسعودی ابن سعد صاحب الطبقات اور ابن جریر الطبری ایسے جلیل القدر انسان آپ کے خوشہ چینوں میں شامل ہیں۔ لیکن اصحاب حدیث ابن الکلبی اور آپ کی طرح کے دیگر مورخین سے خوش نہیں۔ کیونکہ انہوں نے واقعات بیان کرتے وقت اس احتیاط کو مدنظر نہیں رکھا جو محدثین کا خاصہ ہے۔ جس کی وجہ سے بہت سی لایعنی حکایات بھی مجموعہ تاریخ میں شامل ہو گئیں۔ تاہم ابن الکلبی ان فاضلان روزگار کے زمرہ میں شامل ہیں جن پر عربی زبان نازاں ہے اور جنہوں نے تاریخ و جغرافیہ کی نادر معلومات کو مدوّن کرنے میں کارہائے نمایاں سرانجام دیئے ہیں۔

ابن الکلبی کی مصنفات کی تعداد ابن الندیم کی فہرست کے مطابق ایک سو اکتالیس کتب تک پہنچتی ہے ان میں سے اکثر کتابوں کا موضوع زمانہ جاہلیت ہے۔ لیکن بدقسمتی سے اس کی تین کتابوں کے سوا جنکے اسماء الجمہرۃ فی النسب، نسب الخیل فی الجاہلیۃ والاسلام اور کتاب الاصنام ہیں۔ باقی تمام کتابیں صفحۂ ہستی سے معدوم ہو چکی ہیں۔ ہمارا موجودہ مقالہ ابن الکلبی کی کتاب الاصنام سے مستخرج ہے۔

ظہور اسلام سے پیشتر عرب کے باشندے غفلت و جمود کی نیند میں دنیا و مافیہا سے بے خبر پڑے

ملاکت و ادبار کی کروٹیں بدل رہے تھے۔ ان کی مذہبی حالت انتہائی ناگفتہ بہ تھی۔ شمس و قمر اور دیگر مظاہر قدرت کی پرستش اور بت پرستی ان کے رگ و پے میں سرائت کر چکی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ جب ہادی برحق صلی اللہ علیہ وسلم پیغام حق لے کر آئے تو وہ اس پر عمل کرنے کے لئے تیار نہ ہوئے۔ انہوں نے صوتِ ہادی کو سنا لیکن اس کے سامنے سرنگوں ہونے کی بجائے مقابلہ کے لئے تیار ہو گئے۔ بالآخر اس کارزارِ حق و باطل میں حق کامیاب و کامران ہوا اور باطل کو رو سیاہی نصیب ہوئی۔

ملک عرب میں بت پرستی پھیلنے کی اصل وجہ یہ ہوئی کہ جب کبھی کوئی قبیلہ مکہ چھوڑ کر نکلتا تو حرم کے پتھروں میں سے ایک آدھ پتھر اپنے ساتھ لے لیا جاتا۔ جہاں کہیں قیام ہوتا پتھر گاڑ کر اس کا طواف کر لیتے ابتداء میں اس کا مقصد صرف خانہ کعبہ سے عقیدت و محبت کا اظہار ہوتا تھا۔ لیکن جوں جوں زمانہ گزرتا گیا پتھروں کی تعظیم و تکریم نے انہیں ایک غلط راہ پر ڈال دیا۔ اور وہ پتھروں کو معبود سمجھ کر پوجنے لگے۔ رفتہ رفتہ انہوں نے ان تمام بتوں کو اپنا لیا جنہیں حضرت نوح علیہ السلام کی قوم معبود گردانا کرتی تھی اس کے ساتھ ساتھ ان میں دینِ ابراہیمی کے چند شعائر بھی باقی رہے۔ چنانچہ وہ بت پرستی بھی کرتے اور خانہ کعبہ کا طواف بھی۔ بنو نزار حج کے وقت یہ تلبیہ پڑھتے "لبیك اللّٰھم لبیك، لاشریك لك الاّ شریکاً ھو لك، تملکه وما ملك"

دینِ ابراہیمی میں فساد پیدا کرنے والا اولین شخص عمرو بن ربیعہ بن لحی بن حارثہ بن عمرو بن عامر الازدی تھا یہ شخص کعبہ کا متولی تھا۔ ایک مرتبہ شدید بیمار ہوا۔ لوگوں نے کہا مقام بلقاء میں ایک چشمہ ہے۔ اس میں غسل کرو گے تو ٹھیک ہو جاؤ گے۔ چنانچہ یہ وہاں پہنچا اور اس چشمہ میں غسل کیا اور اسے صحت ہو گئی۔ بلقاء کے رہنے والے بت پرست تھے۔ عمرو نے بتوں کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے جواب دیا۔ یہ ہمارے خدا ہیں ہم ان کے وسیلے سے بارش طلب کرتے ہیں اور دشمنوں کے خلاف ان سے مدد مانگتے ہیں۔ عمرو نے کہا ایک بت مجھے بھی دے دو، انہوں نے ایک بت دے دیا۔ وہ اُسے لے کر مکہ آیا اور کعبۃ اللہ کے گرد نصب کر دیا اور لوگوں کو عبادت کی دعوت دی رفتہ رفتہ قوم نوحؑ کے قدیم بت، ملک عرب میں پہنچے اور لوگوں نے دینِ ابراہیمی کو چھوڑ کر انکو اپنا خدا بنا لیا قوم نوحؑ کے بتوں کا تذکرہ قرآن مجید میں بھی آتا ہے قَالَ نُوحٌ رَّبِّ إِنَّهُمْ عَصَوْنِي وَاتَّبَعُوا مَن لَّمْ يَزِدْهُ مَالُهُ وَوَلَدُهُ إِلَّا خَسَارًا ط وَمَكَرُوا مَكْرًا كُبَّارًا ط وَقَالُوا لَا تَذَرُنَّ آلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَلَا سُوَاعًا وَلَا يَغُوثَ

وَيَعُوقَ وَنَسْرًا ۝ وَقَدْ أَضَلُّوا كَثِيرًا ۚ وَلَا تَزِدِ الظَّالِمِينَ إِلَّا ضَلَالًا ؕ"

وَدّ، سواع، یعوق، یغوث اور نسر اپنی قوم کے نیک آدمی تھے۔ جب مر گئے تو قبیلہ والوں کو بہت افسوس ہوا۔ ایک شخص نے کہا اگر چاہو تو تمہیں ان سے مشابہ بت بنا دوں اس طرح ان کی یاد تازہ رہے گی لوگوں نے کہا بہت اچھا۔ چنانچہ اس نے اُن کے بت بنائے اور انہیں نصب کر دیا۔ لوگوں نے بتوں کی تعظیم و تکریم شروع کر دی۔ کچھ عرصہ بعد ان میں بہت غلو ہونے لگا۔ پھر لوگوں نے گمان کیا کہ ہمارے آباؤ اجداد نے یہ بت اس لئے بنائے تھے کہ وہ اللہ کے ہاں مقبول تھے۔ اور ان سے مصائب و آلام میں مدد طلب کی جا سکتی تھی۔ لہٰذا ہمیں بھی ان سے مدد مانگنی چاہیئے۔ اور ان کی عبادت کرنی چاہیئے اس طرح ان پانچ بتوں کی عبادت شروع ہوئی۔ یہ دنیا کے قدیم ترین بت ہیں اور قریباً دنیا کے تمام ممالک میں ان پانچ خداؤں کا تصور کسی نہ کسی صورت میں موجود ہے۔

جب یہ پانچ بت عرب پہنچے تو مختلف قبائل نے ان میں سے مختلف بتوں کو اپنا لیا۔ ہذیل بن مدرکہ نے سواع کو اپنا خدا بنایا۔ کلب نے دومۃ الجندل میں ود کی عبادت شروع کی مزحج اور اہل جُرش نے یغوث کو مرتبہ الوہیت پر فائز کیا۔ خیوان نے یعوق کو اپنایا حمیر نے نسر کے سامنے سر جھکانا شروع کر دیا۔

اس طرح عمرو بن لحی کی بدولت بت پرستی عرب پہنچی اور ان کے رگ و ریشے میں سرایت کر گئی۔ اب انہوں نے اپنی ضروریات کے مطابق خود خداؤں کی تخلیق شروع کر دی۔ چونکہ مختلف قبائل میں نفرت و عداوت کی آگ بڑی شدت سے بھڑک رہی تھی اس لئے کوئی قبیلہ کسی دوسرے قبیلہ کے خدا پر قانع نہ تھا۔ اس لئے انہوں نے خداگری میں بھی ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ جزیرہ نمائے عرب میں سینکڑوں بتوں کی عبادت ہونے لگی۔ ذیل میں ہم چند مشہور بتوں کا تذکرہ ان کے قدامت کے اعتبار سے کرتے ہیں:۔

منات | ان بتوں میں منات سب سے قدیم ہے۔ یہ مکّہ اور مدینہ کے مابین قُدَید نامی مقام میں ساحل بحر پر منصوب تھا۔ اہالیان عرب اس کی تعظیم و تکریم کرتے تھے لیکن یہ خاص طور پر اوس و خزرج کا مرجع تھا جو اس کی تعظیم میں انتہائی غلو کرتے تھے۔ اوس و خزرج حج کرنے جاتے تو تمام شعائر حج بجا لاتے لیکن اپنے سر نہ منڈواتے۔ جب واپس آتے تو اس بت کے پاس پہنچ کر اپنے سر منڈواتے۔ عبد العزیٰ بن ربیعہ

المزنی کا یہ شعر اوس خزرج کے منات کے ساتھ خصوصی لگاؤ کا بیّن ثبوت ہے

اِنِّیْ حَلَفْتُ یَمِیْنَ صِدْقٍ بَرَّۃً ‏ ‏ بِمَنَاۃَ عِنْدَ مَحَلِّ آلِ الْخَزْرَجِ

قریش اور ہذیل وخزاعہ بھی اس بت کی تعظیم و تکریم کیا کرتے تھے۔ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم عام الفتح یعنی آٹھ ہجری میں مدینہ سے نکلے اور پانچ دن کی مسافت پر پہنچے تو حضرت علیؓ کو اس بت کی طرف روانہ کیا۔ آپ نے اسے منہدم کر کے اس کے خزانہ پر قبضہ کر لیا اور تمام مال رسول کریم کی خدمت میں لے آئے۔ اس مال میں دو تلواریں بھی تھیں جو حارث بن ابی شمر غسانی نے چڑھائی تھیں۔ کہا جاتا ہے کہ حضرت علیؓ کی تلوار ذوالفقار انہیں میں سے تھی۔

اللّات قدامت کے اعتبار سے منات کے بعد اللات کا درجہ ہے۔ لات طائف کا ایک یہودی تھا۔ جو حاجیوں کو ستو پلایا کرتا تھا لوگوں نے اس کے مرنے کے بعد اس کا بت بنا لیا۔ جو ایک مربعہ چٹان کی صورت میں تھا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اس کا تذکرہ فرمایا ہے "اَفَرَاَیْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰی" سورۃ نجم۔ عمرو بن جعید اسی کے بارے میں کہتا ہے ؎

فَاِنِّیْ وَتَرْکِیْ وَصْلَ کَاسٍ لَکَالَّذِیْ ‏ ‏ تَبَرَّأَ مِنْ لَاتٍ وَکَانَ یَدِیْنُھَا

بنو ثقیف لات کے پجاری تھے۔ جب وہ مسلمان ہو گئے تو حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مغیرہ بن شعبہؓ کو روانہ کیا۔ انہوں نے لات کو مسمار کر کے اسے آگ سے جلا دیا۔ شداد بن عارض الجشمی اسی واقعہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہتا ہے ؎

لَا تَنْصُرُوا اللّٰتَ اِنَّ اللہَ مُھْلِکُھَا ‏ ‏ وَکَیْفَ نَصْرُکُمْ مَنْ لَیْسَ یَنْتَصِرُ؟

اِنَّ الَّذِیْ حُرِّقَتْ بِالنَّارِ فَاشْتَعَلَتْ ‏ ‏ وَلَمْ تُقَاتِلْ لَدٰی اَحْجَارِھَا ھَدَرُ

اِنَّ الرَّسُوْلَ مَتٰی یَنْزِلْ بِسَاحَتِکُمْ ‏ ‏ یَظْعَنُ وَلَیْسَ بِھَا مِنْ اَھْلِھَا بَشَرُ

العُزّٰی منات ولات کے بعد عربوں نے عزّٰی کی عبادت شروع کی۔ اس کا سب سے پہلا پجاری ظالم بن اسعد تھا۔ العزّٰی قریش کا سب سے بڑا دیوتا تھا۔ وہ اس کی زیارت کو آتے اور بیش قیمت ہدیے لاتے اور اس کی قربان گاہ پر جانور ذبح کرتے۔ قریش خانہ کعبہ کا طواف کرتے وقت یہ پڑھا کرتے تھے:

"واللّات والعزّٰی، ومناۃ الثالثۃ الاخرٰی! فانھنّ الغرانیق العلٰی، وان شفاعتھن لترتجٰی"

ان کا عقیدہ تھا کہ لات، منات اور عزّٰی تینوں اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ان کا تذکرہ

کرتے ہوئے فرماتا ہے :-

اَفَرَءَيْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰى وَمَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الْاُخْرٰى اَلَكُمُ الذَّكَرُ وَلَهُ الْاُنْثٰى تِلْكَ اِذًا قِسْمَةٌ ضِيْزٰى اِنْ هِيَ اِلَّا اَسْمَاءٌ سَمَّيْتُمُوْهَا اَنْتُمْ وَاٰبَاؤُكُمْ مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطَانٍ (النجم)

قریش نے وادی حراض میں اس کے لئے ایک علیحدہ جگہ مخصوص کر رکھی تھی جس کا نام سقام تھا۔ وہ اس مقام کو خانہ کعبہ کی طرح متبرک خیال کرتے تھے۔ ابی جندب الھذلی نے اپنے شعر میں سقام کا تذکرہ کیا ہے ؎

لَقَدْ حَلَفَتْ جَهْدًا يَمِيْنًا غَلِيْظَةً ... بِفَرْعِ الَّتِيْ اَحْمَتْ فُرُوْعُ سُقَامِ

اس نے پکی قسم کھائی ... ان شاخوں میں سے ایک شاخ کی جن کا محافظ سقام ہے

عزیٰ کی قربان گاہ کا نام الغبغب تھا۔ نھیکۃ الفزاری، عامر بن طفیل کو خطاب کرتے ہوئے کہتا ہے ؎

يَا عَامِ لَوْ قَدَرَتْ رِمَاحُنَا ... وَالرَّاقِصَاتُ اِلٰى مِنًى فَالْغَبْغَبِ

اے عامر اگر ہمارے رقص کرتے ہوئے نیزے جو منی سے غبغب مقام تک پھیلے ہوئے ہیں قادر ہو جاتے۔

لَلَقِيْتَ بِالْوَجْعَاءِ طَعْنَةَ مُرْهَفٍ ... مُرَّانَ اَوْ لَثَوَيْتَ غَيْرَ مُحَسَّبِ

تو تو مقام وجعا میں ایک اچانک وار کرنے والے نیزے کے وار سے ملاقی ہوتا جس کا مارا بہت کڑوا ہے یا تو وہاں اس حالت میں ہوتا کہ تمہارا حساب نہ لیا گیا تھا۔

عزیٰ کے پجاری بنو شیبان بن جابر بن مرہ تھے ان کا آخری مجاور دُبَیّہ ابن حرمی السلمی تھا۔ ابو حیحہ سعید بن العاص بن امیہ بن عبد الشمس بن عبد مناف جب مرض الموت میں مبتلا ہوا تو ابولہب اس کی عیادت کے لئے آیا۔ وہ اس وقت رو رہا تھا ابولہب نے کہا کیسی عجیب بات ہے تم ایک ایسی چیز پر رو رہے ہو جو لابدی ہے اس نے کہا نہیں میں موت سے ڈر کر تو نہیں رو رہا ہیں تو صرف اس لئے رو رہا ہوں کہ میرے بعد کوئی عزیٰ کی عبادت نہیں کرے گا۔ ابولہب نے تسلی دی کہ عزیٰ کی عبادت تمہاری زندگی میں تمہاری وجہ سے نہیں کی جاتی تھی۔ اور تمہارے مرنے کے بعد اس کی عبادت ترک نہیں کی جائے گی۔ یہ سن کر اس نے کہا اب مجھے معلوم ہو گیا ہے کہ تم میرے جانشین بنو گے۔ عزیٰ دراصل جھاؤ کا ایک درخت تھا۔ عربوں کا عقیدہ تھا کہ اس پر شیطان سوار ہے۔ اسی لئے اس کی عبادت کیا کرتے تھے۔ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ فتح کیا تو خالد بن ولید کو بلا کر حکم دیا کہ وادی نخلہ میں جاؤ! وہاں تمہیں جھاؤ کے تین درخت دکھائی دیں گے۔ ان میں سے پہلے کو کاٹ دو۔ حضرت خالدؓ گئے اور انہوں نے پہلا درخت کاٹ دیا۔ پھر رسول کریم کے پاس آئے اور

بیان کیا کہ میں نے پہلا درخت کاٹ دیا ہے۔ آپ نے استفسار کیا کیا تم نے کوئی خاص چیز دیکھی۔ انہوں نے کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا اچھا اب جاؤ اور دوسرا درخت کاٹ دو۔ حضرت خالدؓ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان پر عمل کیا۔ جب لوٹے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سوال دہرایا۔ حضرت خالدؓ نے بیان کیا کہ اب بھی کوئی خاص چیز نظر نہیں آئی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھا اب جاؤ اور تیسرا درخت کاٹ ڈالو۔ حضرت خالد جب اس درخت کے قریب پہنچے تو دیکھا کہ وہاں ایک حبشیہ بال بکھرائے کھڑی دانت پیس رہی ہے۔ اس نے اپنے ہاتھ کندھوں پر رکھے ہوئے ہیں اور دبیہ بن حرمی اس کے پیچھے کھڑا ہے۔ جب دبیہ نے خالد بن ولید کو آتے دیکھا تو عزیٰ کو خطاب کرتے ہوئے کہا ؎

أَعُزَّاءُ شُدِّي شَدَّةً لَا تُكَذِّبِي — عَلَى خَالِدٍ أَلْقِي الْخِمَارَ وَشَمِّرِي

اے عزیٰ شدید حملہ کرو اور خالد کو محفوظ نہ چھوڑو — اپنی اوڑھنی اتار دو اور کمر بستہ ہو جاؤ

فَإِنَّكِ إِلَّا تَقْتُلِي الْيَوْمَ خَالِدًا — تَبُوئِي بِذُلٍّ عَاجِلًا وَتَنَصَّرِي

اگر تو نے آج خالد کا خاتمہ نہ کیا تو تو — بہت جلد ذلیل اور بے دین ہو جائے گی

اس کے جواب میں حضرت خالد نے کہا ؎

يَا عُزُّ كُفْرَانَكِ لَا سُبْحَانَكِ — إِنِّي رَأَيْتُ اللّٰهَ قَدْ أَهَانَكِ

اے عزیٰ میں تمہارا منکر ہوں تمہارے لئے پاکیزگی نہ ہو — میں دیکھ رہا ہوں کہ اللہ تمہیں ذلیل کرے گا۔

اس کے بعد اس حبشیہ کا سر قلم کر دیا۔ آپ نے دیکھا کہ وہاں صرف راکھ کا ایک ڈھیر تھا۔ اس کے بعد آپ نے درخت کو بھی کاٹ دیا اور دبیہ پجاری کو بھی قتل کر دیا پھر تمام واقعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیان فرمایا۔ آپ نے فرمایا "تلک العزیٰ ولا عزّٰی بعدھا للعرب۔ اما انھا لن تعبد بعد الیوم"

ہبل | ہبل خاص خانہ کعبہ کے وسط میں نصب تھا۔ یہ سرخ عقیق کا بنا ہوا تھا اور اس کی صورت انسان کے مشابہ تھی۔ اس کا داہنا ہاتھ ٹوٹ گیا تھا جس کی جگہ قریش نے سونے کا ہاتھ لگا دیا تھا اس کے سامنے شگون کے تیر پڑے رہتے۔ جب قریش کسی مسئلہ میں شگون لینا چاہتے تو یہاں آتے اور ان تیروں کو نکالتے اور ان کے مطابق عمل کرتے۔ جنگ احد میں ابوسفیان نے اسی ہبل کی جے پکارتے ہوئے کہا تھا "اعل ہبل"

اساف و نائلہ | یہ دونوں بت مقام زم زم میں رکھے ہوئے تھے۔ ان کے بارے میں ایک عجیب کہانی بیان کی جاتی ہے وہ یہ کہ اساف و نائلہ دونوں بنو جرہم سے تعلق رکھتے تھے۔ اساف مرد تھا اور نائلہ اس کی محبوبہ دونوں حج کے لئے مکہ آئے۔ خانہ کعبہ میں داخل ہوئے تو وہاں خلوت پائی بری خواہش نے غلبہ پالیا اور فسق و فجور میں مبتلا ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو مسخ کر دیا۔ پہلے تو انہیں خانہ کعبہ سے باہر پھینک دیا گیا بعد میں خزاعہ اور قریش نے ان کی عبادت شروع کر دی رفتہ رفتہ دوسرے قبائل بھی قریش و خزاعہ کے ساتھی بن گئے۔ جب قریش، بنو ہاشم کے خلاف متحد ہو گئے تو ابو طالب نے اساف و نائلہ کی قسم کھاتے ہوئے کہا ؎

اَحْضَرْتُ عِنْدَ الْبَیْتِ رَهْطِی وَمَعْشَرِی ۔۔۔ وَاَمْسَکْتُ مِنْ اَثْوَابِہٖ بِالْوَصَائِلِ

وَحَیْثُ یُنِیْخُ الْاَشْعَرُوْنَ رِکَابَهُمْ ۔۔۔ بِمُفْضَی السُّیُوْلِ مِنْ اَسَافٍ وَنَائِلِ

بشر بن ابی خازم الاسدی اساف کے بارے میں کہتا ہے:-

علیہ الطیر ما یدنون منہ ۔۔۔ مقاماتِ العوارِكِ من اساف

فتح مکہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خانہ کعبہ میں داخل ہوئے۔ آپ نے اپنی کمان کے کنارے کو بتوں کی آنکھوں میں داخل کرنا شروع کیا۔ آپ فرماتے تھے، جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ کَانَ زَهُوْقًا" انہیں آپ کے حکم کے مطابق توڑ پھوڑ کر آگ میں جلا دیا گیا۔

راشد بن عبد اللہ سلمی، اسی واقعہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہتا ہے ؎

اَوَمَا رَاَیْتَ مُحَمَّدًا وَقَبِیْلَهٗ ۔۔۔ بِالْفَتْحِ حِیْنَ تُکَسَّرُ الْاَصْنَامُ

لَرَاَیْتَ نُوْرَ اللّٰهِ اَضْحٰی سَاطِعًا ۔۔۔ وَالشِّرْکُ یَغْشٰی وَجْهَهُ الْاِظْلَامُ

مناف | قریش کا ایک بت مناف بھی تھا۔ اسی بنا پر وہ عبد مناف کے نام بھی رکھتے تھے۔ یہ بات ہنوز معلوم نہیں کہ اس کا مندر کہاں تھا اور اس کو سب سے پہلے کس نے نصب کیا

ذوالخلصہ | مکہ اور یمن کے مابین تبالہ نامی مقام پہ ایک بت ذوالخلصہ نامی منصوب تھا اس پہ نقش و نگار کے ہوئے تھے اور اسے ایک تاج پہنایا ہوا تھا۔ اس بت کے مجاور بنو امامہ تھے جو قبیلہ باہلہ بن اعصر سے تعلق رکھتے تھے فتح مکہ کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق جریر بن عبد اللہ نے اس کو پیوند خاک کیا

سعد: قبیلہ مالک۔ ملکان کا (جو بنو کنانہ سے تعلق رکھتے تھے) بت سعد ساحل جدہ پر منصوب تھا۔ یہ ایک طویل چٹان تھی جس پر خوب اونٹ قربان کئے جاتے ایک مرتبہ ایک بدو اپنے اونٹوں کو بت کا طواف کروانے کے لئے لے گیا۔ لیکن اونٹ بت کے قریب خون کی کثرت دیکھ کر بدک کے اور بھاگ نکلے۔ یہ دیکھ کر بدو کو سخت غصہ آیا۔ اس نے ایک پتھر اٹھایا اور بت کو دے مارا اور کہا لا بارک اللہ فیک الٰھًا انفرت علیّ ابلی پھر اس نے بڑی مشکل سے اپنے اونٹوں کو اکٹھا کیا اور یہ شعر پڑھتا ہوا لوٹ گیا

اتینا الی سعد لیجمع شملنا — فشتتنا سعد فلا نحن من سعد
وھل سعد الا صخرۃ بتنوفۃ — من الارض لا یدعی لغی و لا رشد

ذو الکفین: بنو دوس کے بت کا نام ذو الکفین تھا۔ جب قبیلہ دوس اسلام لے آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طفیل بن عمرو الدوسی کو اس کے مسمار کرنے پر مامور کیا۔ طفیل نے بت کو جلا دیا اور یہ شعر پڑھے: ؎

یا ذا الکفین لست من عبادکا — میلادنا اکبر من میلادکا
انی حشوت النار فی فؤادکا

ذو الشریٰ: بنو حارث بن یشکر بن مبشر کے بت کا نام ذو الشریٰ تھا ایک شاعر کہتا ہے ؎

اذن لحللنا حول ما دون ذی الشریٰ — وشجّ العدی منّا خمیس عرمرم

الاقیصر: سرحد شام پر قضاعہ، لخم، جذام، عاملہ اور دیگر قبائل کا ایک بت تھا جس کا نام الاقیصر تھا اس کے بارے میں زہیر بن ابی سلمیٰ کہتا ہے ؎

حلفت بانصاب الاقیصر جاھدا — وما سحقت فیہ المقادیم والقمل

نہم: مزینہ کے بت کا نام نہم تھا۔ اسی بنا پر وہ عبد نہم نام بھی رکھتے تھے۔ اس بت کا مجاور خزاعی بن عبد نہم تھا۔ جب اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں سنا تو بذات خود بت توڑ دیا اور کہا

ذھبت الی نھم لاذبح عندہ — عتیرۃ نسک کالذی کنت افعل
فقلت لنفسی حین راجعت عقلھا — اھذا الہ ابکم لیس یعقل
ابیت فدینی الیوم دین محمد — الہ السماء الماجد المتفضل

سعیر: عنزہ کے بت کا نام سعیر تھا۔ جعفر بن ابی خلاس الکلبی اپنی اونٹنی پر سوار اس کے قریب سے گزرا۔ بت کے گرد خون کی کثرت دیکھ کر اونٹنی بدک گئی۔ اس نے یہ شعر پڑھے

نفرت قلوصی من عتائر صرعت — حول السعیر تزورہ ابنا یقدم
وجموع یذکر مھطعین جنابہ — ما ان یحیر الیھم بتکلم

عمیانس ارض خولان میں بنو خولان کا بت عمیانس تھا۔ صدقہ و خیرات کرتے وقت اللہ اور عمیانس کے علیحدہ علیحدہ حصے نکالے جاتے اگر بت کا کچھ حصہ اللہ کی طرف چلا جاتا تو اسے تو لوٹا دیا جاتا لیکن اگر اللہ کا حصہ بت کی طرف چلا جاتا تو اسے نہ لوٹایا جاتا یہ آیت شاید انہیں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

وَجَعَلُوا لِلّٰهِ مِمَّا ذَرَأَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْأَنْعَامِ نَصِيبًا فَقَالُوا هٰذَا لِلّٰهِ بِزَعْمِهِمْ وَهٰذَا لِشُرَكَائِنَا فَمَا كَانَ لِشُرَكَائِهِمْ فَلَا يَصِلُ إِلَى اللّٰهِ وَمَا كَانَ لِلّٰهِ فَهُوَ يَصِلُ إِلَىٰ شُرَكَائِهِمْ سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ (الانعام)

الفلس بنو طے کا بت الفلس تھا جس کا رنگ سرخ تھا اور کوہ اجاء کے درمیان منصوب تھا اس کی شکل انسان سے ملتی تھی۔ طائی اس کی عبادت کرتے۔ اس پر چڑھاوے چڑھاتے اور اس قربان گاہ پر قربانیاں کرتے۔ اگر کوئی مفرور وہاں آجاتا تو اسے کوئی نہ پکڑ سکتا۔ اس کے مجاور بنو بولان تھے۔ انہوں نے ہی اس کی عبادت کی ابتداء کی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس بت کا آخری مجاور ایک غریب عورت کی اونٹنی چرا لایا۔ اس عورت نے مالک بن کلثوم شجمی کے پاس جاکر التجا کی۔ مالک اس عورت کو ساتھ لے کر بت کی طرف چل دیا۔ وہاں پجاری اور اونٹنی دونوں موجود تھے۔ مالک نے پجاری کو اونٹنی لوٹا دینے کے لئے کہا لیکن وہ نہ مانا چنانچہ مالک نے چپکے سے اونٹنی کی رسی نیزے سے کاٹی اور اسے لے کر چل دیا۔ پجاری نے مالک کیلئے بد دعا مانگتے ہوئے یہ شعر پڑھا ؎

یَا رَبِّ إِنَّ مَالِكَ بْنَ كُلْثُومْ — أَخْفَرَكَ الْيَوْمَ بِنَابٍ عُلْكُومْ

وَكُنْتَ قَبْلَ الْيَوْمِ غَيْرَ مَخْشُومْ

عدی بن حاتم اس وقت وہاں موجود تھا پجاری کی بد دعا کے بعد سب منتظر تھے کہ اب مالک باقی نہیں بچے گا۔ لیکن جب وہ ہر طرح صحیح و سالم رہا تو عدی نے بت پرستی ترک کردی اور عیسائی ہوگیا۔ ظہور اسلام پر اس نے اسلام قبول کرلیا۔ فتح مکہ کے بعد حضرت علیؓ نے اس بت کا خاتمہ کردیا۔

ان بتوں کے علاوہ دور جاہلیت کے دیگر مشہور بتوں کے نام یہ ہیں۔ الیعبوب، باجر، آزر، الاسحم، الاشہل...

(بقیہ از صفحہ ۴۷)

مفسدات روزہ مندرجہ ذیل چیزوں سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے (۱) قے کرنے سے (۲) حلق کے نیچے کسی شے کے اتارنے سے (۳) ناک کے ذریعہ کسی چیز کے اندر لے جانے سے (۴) عورت کو حیض یا نفاس کا خون آجانے سے (۵) جماع اور اس کے متعلقات سے (کتب فقہ الحدیث)

جن چیزوں سے روزہ فاسد نہیں ہوتا (۱) سرمہ (۲) حقنہ (۳) زبان سے کسی چیز کے چکھ لینے سے (۴) خوشبو لگانے سے (۵) کان میں دوائی ڈالنے سے (۶) احتلام سے (۷) خود بخود قے کے آنے سے (۸) مسواک کرنے سے (کتب فقہ الحدیث)